Iḥyā῾al῾ulūm, Vol.:23, Issue: 02,July-Dec 2023
PP: 18-31

OPEN ACCESS
Iḥyā῾al῾ulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

مہر کا تصور: اسلامی تعلیمات اور تالمود کا تقابلی مطالعہ

Concept of Maher/ Dowry: A Comparative Study of Islamic Teachings and the Talmud

Saad Jaffar
Lecturer Islamic studies, Department of Pakistan Studies, Abbottabad University of Science and Technology, KPK, Pakistan.

Abstract

In the human race of the universe, all regions and civilizations have been encouraged to establish marital relations properly. Therefore, the rules and regulations for the correctness of marital relations and marriage have been set, the purpose of which is to achieve those benefits through marriage, because the longest, broadest and most responsibilities bearer of all social and social relationships is the relationship of marriage. One of the affairs is the immortal dowry, which is handed over by the man to the woman. It is practiced in different cultures, although its forms are different. This custom and method has been practiced in civilized and polite families, because of this, the importance, position and status of a woman in the eyes of a man increases, as well as social and social value, due to which mutual relations become stable and strong, and this process is the purpose of marriage. It helps in acquisition. The family is the source of strengthening [relationship between husband and wife], the appreciation of each other is created in the heart of the spouses, which is very important for love and affection and compassionate and fraternal commitment. Due to the neglect of this process, society, especially men in the eyes of the woman, the dignity and status of the woman are not equal, the man is guilty of abuse of the woman and can separate on trivial matters and the marriage game becomes a spectacle. Therefore, the following is an overview of Islamic teachings and the Talmud regarding Maher and its legal aspects.

CC BY

Keywords : *Islamic teachings, Talmud, Maher, Marriage, Responsibilities, Civilized, Cultures*

تمہید:

شادی/نکاح کے امور میں سے ایک امر مہر بھی ہے، جو مرد کی طرف سے عورتوں کے سپرد کیا جاتا ہے، مختلف تہذیبوں میں اس امر پر عمل کیا جاتا ہے، اگرچہ اس کی صورتیں مختلف ہوتی ہے۔ یہ رسم اور طریقہ مہذب اور شائستہ خاندانوں میں رائج رہا، اس کی وجہ سے مرد کے نزدیک عورت کی اہمیت، مقام و مرتبہ اور سماجی و معاشرتی قدر میں اضافہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے آپسی تعلقات میں استحکام و مضبوطی آتی ہے، نیز یہ عمل نکاح کے مقاصد [اولاد کا حصول، اُس کی تربیت، معاشرہ کے قابل قدر اور سماجی اقدار کے محافظ، اخلاقیات کے عمل بردار، دین کی سربلندی کو اہمیت دینے والے اور دینی فکر کی احیاء میں مددگار] کے حصول میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ خاندان [میاں بیوی کے آپسی تعلقات] کی تقویت کا ذریعہ ہوتا ہے، زوجین کے دل میں ایک دوسرے کی قدر و منزلت پیدا ہوتی ہے، جو کہ محبت والفت اور رحم دلی و دلی وابستگی کے لیے بہت اہم ہے۔

اگر اس عمل کو نظرانداز کر دیا جائے، تو مرد کی نظر میں عورت کی قدر و منزلت اور حیثیت نہ ہونے کے برابر ہوں، مرد معمولی ناچاقی کی وجہ سے عورت سے اپنا راستہ جدا کرلے۔ اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے شادی/نکاح جیسے اہم و مقدس رشتہ کو کھیل تماشہ کا ذریعہ بنالیا جائے، چنانچہ معاشرتی و سماجی اعتبار سے نکاح کی افادیت، عورت کی عزت و حرمت اور مقام و مرتبہ کو ظاہر کرنے اور عورت کی دل جوئی کرنے کے لیے اس فریضہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ اس لیے ذیل میں اس اہم مسئلہ [مہر] کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور یہودی کے اہم کتاب "تالمود" کے قانونی پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے، تاکہ مہر کی بابت تالمودک اور اسلامی قوانین سے روشنائی حاصل ہو اور موافق اور متفرق پہلوؤں کا علم ہو۔

تالمود میں مہر سے متعلقہ قوانین:

عورت کی معاشرتی اہمیت اور خاوند کی نظر مقام و مرتبہ کو بہتر کرنے والے عوامل میں سے ایک مہر ہے، جس کی وجہ سے جہاں عورت کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے، وہیں سماجی اعتبار قابل وقعت سمجھی جاتی ہے، شادی کے وقت عورت کو جو رقم دی جاتی ہے، اسے موہر (مہر) کہتے ہیں، یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔ اہل یہود کے ہاں زمانہ قدیم میں اس تہذیبی ثقافت پر عمل کیا جاتا تھا۔

> "Mohar (מֹהַר) is a Hebrew term that refers to the bride price or marriage payment that a groom would pay to his bride or her family in ancient Jewish culture."[1]
>
> (مہر (מֹהַר) ایک عبرانی اصطلاح ہے جس سے مراد دلہن کی قیمت یا شادی کی ادائیگی ہے جو قدیم یہودی ثقافت میں ایک دولہا اپنی دلہن یا اس کے خاندان کو ادا کرتا تھا۔)

یعنی Mohar کو دلہن کی قیمت تصور کیا جاتا تھا یا شادی کی ضروریات کو پورا کرنے کے ذریعہ کے طور پر دیکھا جاتا تھا، یعنی یہ رقم دلہن کی بجائے اُس کے خاندان، یعنی والد وغیرہ رکھتے اور استعمال کرتے تھے۔ رقم کے تعین میں وقت اور جغرافیائی محل وقوع کو مد نظر رکھا جاتا تھا۔ قدیم یہودی تہذیب میں آپسی بات چیت کے ذریعے یہ رقم طے ہوتی، جو دلہا کے خاندان کی طرف دلہن کے والد کو دی جاتی تھی۔

"The amount of mohar (bridal payment) near Jews varied depending on the time period and geographic location. In biblical times, the mohar was typically paid by the groom or his family to the bride's father in exchange for her hand in marriage. The amount of the mohar was not fixed and could be negotiated between the families."(2)

(یہودیوں کے نزدیک مہر کی رقم وقت اور جغرافیائی محل وقوع کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ بائبل کے زمانے میں، دولہا یا اس کے خاندان کی طرف سے دلہن کے والد کو شادی میں اس کے ہاتھ کے بدلے میں مہر ادا کیا جاتا تھا۔ مہر کی رقم مقرر نہیں ہوتی تھی، جو اہل خانہ کے درمیان بات چیت ہو سکتی تھی۔)

رقم کا تعین میں وقت، علاقہ، ثقافتی وعلاقائی رواج کو ملحوظ رکھا جاتا تھا، جو کہ دلہا اور اُس کے خاندان کی طرف سے دلہن کے سرپرست سے بات چیت کر ذریعے طے ہوتی ہے، عہد قدیم کے مطابق مہر کن چیزوں کے ذریعے اور کیسے ادا کیا جاتا تھا، اس بابت ہماری رہنمائی کرتا ہے:

"In biblical times, the mohar was often paid in the form of livestock, crops, or other valuable goods. However, in later times, it became more common for the mohar to be paid in the form of money."(3)

(بائبل کے زمانے میں، مہر اکثر مویشیوں، فصلوں، یا دیگر قیمتی سامان کی شکل میں ادا کیا جاتا تھا۔ تاہم بعد کے زمانے میں مہر کو رقم کی صورت میں ادا کرنا عام ہو گیا۔)

تغیر زمانہ کے ساتھ ساتھ مہر کی حقیقت تو موجود رہی اور اس پر عمل بھی کیا جاتا رہا، البتہ اس کی ادائیگی کا طریقہ کار تبدیل ہوتا چلا گیا، چنانچہ تالمود کے زمانہ میں دلہن کے والد یا سرپرست کو دینے کی بجائے، شوہر مہر کو بیوی کی ذات اور ضروریات پر صرف کرنے لگے۔

"During the Talmudic era, the mohar was still paid but its purpose had changed. Instead of being a payment for the bride, it became a symbol of the husband's commitment to support his wife and provide for her needs. The amount of the mohar was typically set by local custom and could vary widely."(4)

تالمودی دور میں بھی مہر ادا کیا جاتا تھا، لیکن اس کا مقصد بدل گیا تھا۔ دلہن کے لیے ادائیگی ہونے کے بجائے، یہ اپنی بیوی کی حمایت اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے شوہر کے عزم کی علامت بن گئی۔ مہر کی مقدار عام طور پر مقامی رواج کے مطابق مقرر کی جاتی تھی اور یہ وسیع پیمانے پر مختلف ہو سکتی ہے۔

بعض یہودیوں کی وضاحتوں کے مطابق مہر درحقیقت وہ مال ہے، جو دلہا دلہن کو دیتا ہے، یعنی یہ وہ مالی ذمہ داری ہے، جو شوہر اپنی بیوی کو رقم یا قیمتی جائیداد کی صورت میں فراہم کرتا ہے، البتہ بعض کی رائے یہ ہے کہ مہر کا تصور یہودی روایات میں شامل نہیں، یہ یہودی تہذیب میں دیگر تہذیبوں سے شامل ہوا ہے، البتہ مہر کا تصور موجود ہیں۔

"The concept of dowry comes from various cultures and is not a requirement in Jewish marriage laws."Mahr" or "Mohar" in Jewish law,

which is a payment that a groom gives to the bride as a token of his commitment and responsibility toward her."[5]

(مہر کا تصور مختلف ثقافتوں سے آتا ہے (یہ یہودی روایات میں شامل نہیں) اور یہودی شادی کے قوانین میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔" موہر" یا "مہر" یہودی قانون میں، جو ایک ایسی ادائیگی ہے جو ایک دولہا دلہن کو اپنی طرف سے اس کے عزم اور ذمہ داری کے نشان کے طور پر دیتا ہے۔)

البتہ تالمود کے مطابق یہ وہ اثاثے ہیں، جو شوہر اپنی مرضی سے بیوی کو/بیوی اپنے شوہر کو سپرد کرتی ہے، جسے ketubbah میں لکھا جاتا ہے، اس میں اشیاء کو یا اُن کی قیمت کو یا کوئی بھی قیمت دونوں فریق مقرر کرکے لکھ لیتے ہیں، یہ رقم بیوی کو شادی کے ختم ہونے کے بعد ملتی ہے۔

"In its restricted and common meaning, the term is intended to refer to those assets of the wife which she of her own free will entrusts to her husband's responsibility, the equivalent whereof the husband of his own free will undertakes in the *ketubbah... "[6]

(اس کے محدود اور عام معنی میں، اس اصطلاح کا مقصد بیوی کے ان اثاثوں کی طرف اشارہ کرنا ہے جو وہ اپنی مرضی سے اپنے شوہر کے سپرد کرتی ہے یا یہ مساوی ہے اُس رقم کو شوہر اپنی مرضی سے *کتوبہ* میں لکھتا ہے۔۔۔)

یعنی بعض یہودی ربیوں کے نزدیک یہ الگ سے کوئی چیز نہیں، بلکہ ketubbah میں مقرر شدہ اثاثے ہیں، جو شوہر بیوی کو سپرد کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ اس یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیوی اپنے اثاثے رضامندی کے ذریعے شوہر کے سپرد کرسکتی ہے، یعنی معاف کرسکتی ہے، البتہ یہودی قانون کی رو سے شوہر پر ان مالی یا دیگر ذمہ درایوں کی ادائیگی لازمی امور میں سے ہے۔

مہر کی مقدار:

مہر کو ادا کرنے کے یہودی قانون سے مختلف طریقے ہیں، جس میں محض رقم دینا کافی ہے، دیگر ذرائع کے ذریعے بھی مہر دیا جاسکتا ہے، البتہ وقت وضرورت کے مطابق عموماً رقم کی صورت میں ہوتا ہے، سامی ادیان میں اس کی مقدار کے تعین کو بھی ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ تالمود میں مہر کی مقدار کے تعین کی بابت بحث کرتے ہوئے کنواری کے لیے 50 چاندی کے zuzim اور بیوہ یا طلاق یافتہ کے لیے 100 چاندی کے zuzim مقرر کیے گئے ہیں۔

"It is stated that the minimum mohar amount for a virgin is 50 silver zuzim, while for a widow or divorcee, the minimum amount is 100 silver zuzim."[7]

(ایک کنواری کے لیے کم از کم مہر کی رقم 50 چاندی کی zuzim ہے، جب کہ بیوہ یا طلاق یافتہ کے لیے، کم از کم رقم 100 چاندی کی zuzim ہے۔)

یہ مقدار اتنی رہتی ہے یا اِس میں کوئی تبدیلی ممکن ہے، تو تالمود کی تصریح کے مطابق یہ مقدار مختلف عوامل (سماجی، معاشرتی، مذہبی وغیرہ) کے اعتبار ے زیادہ ہوسکتی ہے، نیز انفرادی واجتماعی معاملات بھی اس کے تعین میں اثر انداز ہوتے ہیں۔

"The Talmud also acknowledges that the amount of the mohar may be

influenced by factors such as the beauty or social status of the bride, the economic situation of the groom, and the prevailing customs and practices of the community in which the marriage takes place. As such, the exact amount of the mohar may vary widely depending on these factors and the specific circumstances of each individual marriage."(8)

تالمود یہ بھی تسلیم کرتی ہے کہ مہر کی مقدار دلہن کی خوبصورتی یا سماجی حیثیت، دولہا کی معاشی صورت حال، اور اس کمیونٹی کے مروجہ رسوم ورواج جیسے عوامل سے متاثر ہو سکتی ہے جس میں شادی ہوتی ہے۔ اس طرح، ان عوامل اور ہر انفرادی شادی کے مخصوص حالات کے لحاظ سے مہر کی صحیح مقدار وسیع پیمانے پر مختلف ہو سکتی ہے۔

مہر کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر عورت اپنی ضرورت وحاجت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے لے سکتی ہے، جو کہ رقم اور اشیائے ضروریہ بھی ہو سکتی ہیں، مہر اور جہیز کی وصولی یہودی تعلیمات کی رو سے صرف اُسی صورت میں ممکن ہے، جب عورت کو طلاق ہو یا اُس کا شوہر مر جائے، اس سے قبل مہر کا حق محفوظ رہے گا۔

"The wife may only recover her dowry at the same time as she does the ketubbah, i.e., upon divorce or the death of her husband."(9)

(بیوی اپنا مہر صرف اسی وقت وصول کر سکتی ہے جب وہ قطوب کرتی ہے، یعنی طلاق یا شوہر کی موت پر)

یعنی عورت مہر کی رقم کی حق دار اُسی وقت ٹھہرے گی جب شوہر عورت سے الگ ہو گا یا مر جائے۔ ایسی صورت میں عورت کو اُن تمام امور کی ادائیگی کی جائے گی، جو شوہر وبیوی کے درمیان طے پائے تھے، جن میں ایک ketubbah بھی ہے۔

الغرض یہودی تعلیمات میں مہر کا نظریہ پایا جاتا ہے، جو کہ وقت کے لحاظ سے تبدیل ہوتا چلا گیا، قدیم یہودی ادوار میں دلہا یا اُس کے خاندان والے اسے بطور قیمت یا شادی کی ضروریات کی ادائیگی کی صورت میں دلہن کے والد کو دیتے تھے۔ البتہ وقت کے ساتھ اس پر عمل تقریباً مفقود ہوتا چلا گیا۔ تالمود ک دور میں اس رقم کو شوہر اپنی بیوی پر صرف کرتا ہے، اُس کی ضرورىات اور حاجات کو پورا کر کے۔ بعض حضرات کے ہاں یہ ketubbah والا معاہدہ ہے، جو عورت کے تحفظ کی خاطر کیا جاتا ہے۔ تالمود نے مہر کی رقم بھی متعین کی ہے۔

بعض ربیوں کے نزدیک مہر وہ ہے، جو شوہر بیوی پر اُسے مالی فائدہ پہنچانے کے لیے دوران زندگی خرچ کرتا ہے، جب کہ بعض کے نزدیک مہر وہ طے شدہ امور ہیں، جو ketubbah کی صورت میں مرد پر دینا لازم ہوتے ہیں، جس پر عورت کا حق طلاق یا شوہر کی وفات کے بعد وتا ہے۔

خلاصہ

یہودی قانون میں شادی کے عمل کی درستی کے لیے اصول وضوابط مقرر کیے ہیں، جن میں کفو/میچنگ اور مہر کو بھی شمار کیا جاتا ہے۔ میچنگ کا تعلق فریقین کے حقوق کی حفاظت کے ساتھ نظریاتی اقدار کا تحفظ ہونے کے ساتھ شادی کے امر کو بجا لانے کے لیے دوسرے فریق کی تلاش وجستجو بھی ہے۔ جس میں متعدد امور کی رعایت کی جاتی ہے، جیسے فریقین کے سماجی مقام ومرتبہ، اخلاقی رویوں کو، مذہبی اقدار پر پابندیوں کو، ذہنی افکار کو اور عملی اقدامات کو، معاشرہ میں اُن کی شہرت اور لوگوں کی نظر میں اُن کی اہمیت ومقام کو جانچنے کے بعد ایک اعلیٰ خاندان کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اس عمل میں بسااوقات ہمسری کے معاملات کو پرکھنے والے کی ضرورت پڑتی ہے، تو اس میں معاشرتی وسماجی اعتبار سے نہایت قابل اور معتبر شخصیت کا انتخاب ضروری ہے۔ یہ امر مذہبی ہونے کے ساتھ اخلاقی اور معاشرتی پہلوؤں کو اپنانے کی ضرورت پر بھی زور دیتا ہے، جیسے اس عمل میں تمام تحقیق طلب امور کو واضح کرنا، غلط بیانی سے اجتناب کرنا، امانت ودیانت

کے طریقہ کو اپنانے کا حکم دیا گیا۔

اسی طرح مہر کو شادی کے موقع پر ادا کیا جاتا تھا، جسے اولاد لہن کی بجائے سرپرست وصول کرتے تھے، لیکن بعد میں شوہر خود بیوی کی ذات اور ضروریات پر خرچ کرنے لگا، یہودی تعلیمات کے مطابق غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کے مہر میں فرق ہے، شادی شدہ وعورت کا مہر زیادہ ہے، جسے رقم یا کسی اور چیز [حاجت وضرورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے] کے ذریعے ادا کیا جاتا ہے۔ بعض ربیوں نے ketubbah اور موہر کے درمیان فرق نہیں کیا ہے۔ ketubbah کے معاہدہ کو مہر کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔ ان دونوں میں اہم بات عورت کے حق کا تحفظ اور اُن کی معاشرتی اعتبار سے اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔

مہر سے متعلق اسلامی قوانین:

دین اسلام میں زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلقہ احکامات عدل اور انصاف پر مبنی ہیں، جس میں ہر فریق کے حق اور ذمہ داری کو ملحوظ رکھا گیا۔ یہ اصول واحکام پر عمل جہاں انسانیت کی ترقی کا ذریعہ ہے، وہیں حکم خداوندی کی بجاآوری کے باعث نیکیوں کے حصول کا بھی باعث ہے۔ اوران کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے بہت سے مسائل اور پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، چنانچہ رشتہ ازدواجی کے انعقاد کے وقت جن اجزاء اور شرائط کی پاسداری ہر انسان پر لازم کی گی ہے، اُن میں سے ایک مہر کا تعین اور ادائیگی ہے۔ مہر کو مذہب اسلام میں نکاح کی درستی کے لیے لازم اور شرط قرار دیا گیا ہے۔

شریعت اسلامیہ کی روسے حق مہر خالصتاً عورت کا حق ہے، جو کہ حسن سلوک، احترام اور عزت کا غماز ہے، جو کہ عورت کی خوشنودی کے ساتھ ساتھ اہمیت اور عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ عورت کی ملکیت ہے، جسے وہ اپنی مرضی سے صرف وخرچ کرسکتی ہے، اس لیے عورت کے ولی کا اِسے رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔

مہر کا مفہوم:

مہر سہ حرفی لفظ ہے، جس کا مادہ [م-ہ-ر] ہے، جو کہ عطا کرنے، دینا، عنایت، اجرت وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

"المَهْرُ: الصَدَاق، وَالْجمع مُهورٌ، وَقد مَهَرَ الْمَرْأَة يَمْهُرُها ويَمْهَرُها مَهْراً، وأَمْهَرَها"(10)

(لفظ مہر عنایت کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع مھور ہے۔ آدمی نے عورت اُس حق عطا کیا۔۔۔)

مہر کے لیے صدقہ کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے، صدقہ میں کسی کو مال عنایت کیا جاتا ہے اور مہر میں بھی مرد اپنی ذمہ داری کو مال یا مخصوص رقم کی ادائیگی کے ذریعے پورا کرتا ہے۔ صدقہ میں مال بلا کسی جبر اور سختی سے دلی رضامندی سے دیا جاتا ہے، جب کہ مہر شخص پر لازم ہوتا ہے، اسے ہر حال میں چاہے دل راضی ہو یا نہ ہو ادا کیا جائے گا اور اس پر جبر بھی کیا جائے کہ مہر ادا کرو۔ اہل عرب کے ہاں شروع میں دونوں الفاظ الگ الگ معنی میں مستعمل تھے۔

"أن الصداق إسم لما يبذله الرجل للمرأة طوعا من غير إلزام، والمهر إسم لذلك ولما يلزمه، ولهذا إختار الشروطيون في كتب المهور: صداقها التي تزوجها عليه، ومنه الصداقة لانها لا تكون بإلزام وإكراه ومنه الصدقة، ثم يتداخل المهر والصداق لقرب معناهما"(11)

(صداق اُس رقم کو کہا جاتا ہے، جو مرد عورت خوشی کے ساتھ بلا کسی الزام کے دیتا ہے اور مہر میں مرد پر وہ دینا لازم ہوتی ہے۔ بعدازاں مہر کے باب میں صداق کے لفظ کو استعمال کیا جانے لگا، حقیقت میں صداق رقم دینا لازم نہیں ہوتا اور اُس پر سختی بھی نہیں ہوتی اور اسی سے لفظ صدقہ ہے۔ مہر اور صداق کو قرب معنی کی وجہ سے ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال کیا جانے لگا۔)

اس کے علاوہ قرآن مجید میں بھی متعدد مقام پر مہر کے لیے صدقات، جو کہ صداق کی جمع ہے، کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

فقہائے کرام کے نزدیک، مہر حقیقت میں وہ متعین مال ہوتا ہے، جو شوہر پر نکاح کے بعد ازدواجی تعلقات کے قیام سے قبل بیوی کو دینا لازم ہوتا ہے۔ ابن نجیم مہر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بأنه اسم للمال الذي يجب في عقد النكاح على الزوج في مقابلة البضع إما بالتسمية أو بالعقد"(12)

(مہر اُس مال کو کہتے ہیں، جس کی ادائیگی شوہر کے ذمہ لازم ہوتی ہے، بیوی کے نفس کے منافع کے وجہ سے یا عقد نکاح کی وجہ سے)

یعنی عقد نکاح کی وجہ سے شوہر کو بیوی کے نفس سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت مل جاتی ہے، اور عورت کی خوشنودی، رضا اور اہمیت وعزت کو ظاہر کرنے کی خاطر مرد پر مہر لازم کیا جاتا ہے۔ الجزیری نے مہر کی تعریف کچھ یوں کی ہے۔

"فهو اسم للمال الذي يجب للمرأة في عقد النكاح في مقابلة الاستمتاع بها. وفي الوطء بشبهة. أو نكاح فاسد أو نحو ذلك"(13)

(مہر اُس مال کو کہا جاتا ہے، جو شوہر پر بیوی کے منافع نفس کے سبب مقرر کرنے کی وجہ سے لازم آتا ہے یا نکاح فاسد کی وجہ سے یا لاعلمی کی وجہ سے تعلقات استوار کرنے کی وجہ سے)

الغرض لغت میں لفظ مہر عطا، عنایت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور شرعی اعتبار سے اس سے مراد وہ مقرر و مخصوص مال ہوتا ہے، جس کی ادائیگی کی ذمہ داری شوہر خود پر لیتا ہے۔ یہ مال مرد پر ازدواجی رشتہ کرنے سے پہلے دینا لازم ہے۔

مہر کا حکم قرآن وسنت سورل ﷺ میں:

عورتوں کو عقد نکاح کے بعد اُن کے حق دینے سے متعلق قرآن مجید میں نہایت صراحت وتاکید کے حکم دیا گیا ہے، قرآن مجید میں مہر کے لیے صدقات کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"وآتوا النساء صدقاتهن نحلة "(14)

(اور اپنی بیویوں کو تم لوگ اُن کا مہر ادا کرو۔)

یعنی مہر کے حکم کی تاکید کی جارہی ہے کہ مہر اپنی بیویوں کو دو، اُس کے علاوہ ولی یا کسی اور کو مہر نہیں دینا چاہیے، کیونکہ مہر بیوی کا حق ہے اور اُس کو دینے سے ہی یہ حکم ساقط ہوگا، اسی طرح مہر کو اپنے پاس رکھ اُس میں تصرف بھی اُسی وقت درست ہے، جب اُن کی جانب سے اجازت ہو۔ اس کے علاوہ قرآن مجید میں مہر کے لیے اجر کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ "(15)

(اے نبی! ہم نے آپ کے لیے وہ بیویاں حلال کردیں ہیں، جنہیں آپ مہر دے چکیں ہیں۔)

یعنی جن عورتوں کو مہر کی ادائیگی کرچکے وہ آپ ﷺ کے لیے حلال ہیں، یہاں اجور کا لفظ مہر کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اس کے علاوہ قرآن پاک میں مہر سے متعلق مختلف مقامات پر دس الفاظ استعمال ہوئے، جن کا مقصد ایک ہی ہے کہ عورتوں کو اُن کا حق ادا کریں۔ جیسے "مہر، صداق یا صدقہ، نحلۃ، اجر، فریضہ، حباء، عقر، علائق، طول اور نکاح"(16)

قرآن حکیم کی طرح عورت کو مہر کی ادائیگی کی خصوصی تاکید سے متعلق رحمت عالم ﷺ کے فرامین بھی موجود ہیں، جن میں عورتوں کو مہر کی ادائیگی پر تاکید فرمائی گی، نیز اُن تمام وعدوں کو پورا کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جن شوہر عقد نکاح کے وقت بیوی سے کرتا ہے۔

"عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَحَقُّ مَا أَوْفَيْتُمْ مِنَ الشُّرُوطِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ»."(17)

(حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمام شرطوں میں وہ شرطیں زیادہ پوری کی جانے کے لائق ہیں، جن کے ذریعہ تم شرم گاہوں کو حلال کیا ہے [یعنی نکاح کے موقع پر کی جانے والی شرائط کو پورا کرنا ضروری ہے۔)

شارحین نے ان شرائط میں مہر کو بھی شمار کیا ہے، کیونکہ اس کے بغیر رشتہ ازدواجی کی ابتداء کو درست قرار نہیں دیا گیا۔ اس کے علاوہ ازدواج مطہرات کے مہر سے متعلقہ روایت اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی روایت، جس میں ولیمہ کرنے کا حکم ہے، اسی میں رحمت عالم ﷺ نے کتنے مہر پر شادی کرنے کی بابت استفسار فرمایا،[18] جو کہ اہمیت اور اس کے لازم ہونے کا بین اور واضح ثبوت ہے۔

مہر کا حکم:

مہر کی ادائیگی کی بابت نص قطعی کی رو سے تمام فقہاء کا باجماع اتفاق ہے کہ شوہر پر اس کی ادائیگی بہر صورت لازم ہے، اگر عورت اپنی خوشی سے معاف کرنا چاہیے تو شریعت اُسے اجازت دیتی ہے، کیونکہ یہ عورت کا حق ہے اور وہ اپنے حق اپنی مرضی سے بلاکسی جبر اور دھوکہ وفریب کے معاف کرنا چاہے تو معاف کرسکتی ہے۔ اس کے بغیر نکاح کی اجازت نہیں۔

"أما كون المهر واجبا فلأنه صلى الله عليه وسلم لم يسوغ نكاحا بدون مهر أصلا"(19)

(بہر حال مہر کے واجب ہونے کی سب سے بنیادی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر مہر کے نکاح کو درست قرار نہیں دیا۔)

البتہ مہر مسمّٰی (جو نکاح کے وقت متعین کیا جائے) یا مہر مثل کی مکمل ادائیگی کے لیے فقہائے کرام نے دو شرائط ذکر کی ہے۔

"ويتقرر الصداق كاملًا بالموت أو الدخول. "(20)

(عورت مکمل مہر کی مالک مرنے کی صورت یا ازدواجی تعلق کے قیام کی صورت میں ہوتی ہے۔)

یعنی میاں بیوی کے جسمانی تعلقات یا خلوت صحیحہ (تعلقات استوار کرنے کے لیے کوئی چیز مانع نہ ہو) ہونے کی صورت میں مکمل مہر کی مالک بن جائے گی، نیز مہر کی حق دار اُس وقت ہو جاتی ہے، جب نکاح کا عقد صحیحہ منعقد ہو جاتا ہے۔

"يجب للزوجة المهر بمجرد العقد الصحيح، سواء أسمي عند العقد أم لم يسم أم نفي أصلاً. "(21)

(بیوی کے لیے محض عقد صحیح کے منعقد ہونے پر شوہر پر مہر واجب ہو جاتا ہے، چاہیے عقد نکاح کے وقت مہر متعین کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا یا سرے اُس کا انکار کر دیا گیا ہو۔)

یعنی نکاح کے بعد بہر صورت مرد پر بیوی کو مہر دینا لازم ہوگا چاہیے مہر مقرر ہو یا نہ ہو۔ مہر مقرر کی صورت میں مہر مسمّٰی (متعین مہر دینا) لازم ہوگا اور مقرر نہ کرنے کی صورت میں فقہاء کے مطابق مہر مثل دیا جائے گا۔

مہر کی اقسام:

شادی و بیاہ کے وقت مرد پر بیوی کو کچھ مال وغیرہ دینا لازم ہوتا ہے، جسے مہر کا نام دیا جاتا ہے۔ مہر کی تعین کے اعتبار اور ادا کرنے کے اعتبار سے بھی دو اقسام پر ہے۔

متعین کرنے کے اعتبار سے اقسام:

مہر کی متعین کرنے کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

۱۔ مہر مسمّٰی ۲۔ مہر مثل

مہر مسمّٰی: سے مراد وہ مہر ہے جو عقد نکاح کے وقت میاں بیوی کے درمیان طے پا جاتا ہے۔

"هُوَ الْعِوَضُ الْمُسَمَّى فِي عَقْدِ نِكَاحٍ وَ) الْمُسَمَّى (بَعْدَهُ) أَيْ: النِّكَاحِ لِمَنْ لَمْ يُسَمِّ لَهَا فِيهِ "(22)

(وہ مقررہ عوض جسے عقد نکاح کے وقت متعین کیا جائے یا عقد نکاح کے بعد اُس کی وضاحت کردی جائے)

مہر مثل: ایسا عقد جس میں مہر مقرر نہ ہو، تو عقد کو درست قرار دینے کے لیے شوہر پر مہر لازم کیا جاتا ہے، جسے مہر مثل کہتے ہیں۔ مہر مثل میں عورت کی دیگر رشتہ دار خواتین کے مہر کا اعتبار کیا جائے گا۔

"تَزَوَّجَهَا عَلَى أَنْ لَا مَهْرَ لَهَا وَرَضِيَتْ الْمَرْأَةُ بِذَلِكَ يَجِبُ مَهْرُ الْمِثْلِ بِنَفْسِ الْعَقْدِ"(23)

(مرد نے عورت سے عقد نکاح کیا اور اُس کے لیے کوئی مقرر نہ کیا اور عورت اس پر راضی ہے تو ایسی صورت عقد نکاح کی وجہ سے مرد پر عورت مہر مثل دینا لازم ہوگا۔)

اسی طرح مہر ادا کرنے کے اعتبار سے بھی دو قسم پر ہے۔

1. معجّل: اس میں مجلس عقد میں مہر دینا لازم ہوتا ہے یا عورت جب چاہیے مہر طلب کر سکتی ہے۔
2. موٴجل: اجل سے ہے، جس کا مطلب ہے وقت مقرر کرنا، یعنی عقد نکاح کے وقت شوہر پر فی الفور مہر دینا لازم نہیں ہوتا، بلکہ ادائیگی کے لیے معینہ مدت مقرر منتخب کرلی جاتی ہے، تب عورت مطالبہ کا اختیار نہیں رکھتی اور مرد کی مرضی چاہے پہلے دے یا اُس وقت ہی ادائیگی کرے۔

"إِذَا تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلَى مَهْرٍ فَإِمَّا أَنْ يَكُونَ الْمَهْرُ كُلُّهُ مُعَجَّلًا أَوْ مُؤَجَّلًا، أَوْ بَعْضُهُ مُعَجَّلًا وَبَعْضُهُ مُؤَجَّلًا" (24)

(اگر مرد کسی عورت سے مہر پر شادی کرتا ہے، تو چاہے سارے مہر فی الفور ادا کردے یا تاخیر سے ادا کرے یا کچھ فی الفور اور کچھ تاخیر سے)

البتہ اس کی ادائیگی لازم ہے، اس میں کمی بیشی عورت اپنی مرضی سے کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اور معاف کرنے چاہیے تو بھی معاف کر سکتی ہے، کیونکہ عورت کا حق ہے اور وہ اپنے حق کو استعمال کرنے میں اپنی مرضی کی مالک ہے۔ البتہ شوہر جبر، دھوکہ، فریب کے ذریعے مہر معاف کروائے گا، تو یہ ناپسندیدہ امر ہے۔

مہر کی تعین اور مقدار:

شریعت نے مہر کی زیادہ مقدار کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی۔ جو کوئی اپنی خوشی سے زیادہ مہر دینا چاہیے شریعت اس کی اجازت دیتی ہے اور مقررہ مہر کی ادائیگی کی تاکید کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا" (25)

(ان میں سے کسی کو زیادہ مہر دے چکے ہو، تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو۔)

یعنی نکاح کرتے وقت زیادہ مہر مقرر کیا اور اُس کی ادائیگی کر چکے یا کرنی ہے اور ناچاکی کی وجہ سے اُن کو چھوڑنا چاہتے، لیکن فقط زیادہ مہر دینے کی وجہ سے اُن کو تنگ کرنا اور اُن کے ساتھ ساز باز کرنا، کہ کسی طرح وہ مال واپس کریں، اس سے روکا گیا ہے۔ اس کے علاوہ فقہائے کرام کا زیادہ مہر مقرر کرنے پر کوئی اختلاف بھی نہیں۔

"فَأَمَّا أَكْثَرُهُ فَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ أَنَّهُ لَا حَدَّ لَهُ "(26)

(بہر حال مہر کی زیادہ حد مقرر کرنے میں فقہاء میں کوئی اختلاف نہیں۔)

عورت کے لیے مہر کے ضرورت، اہمیت اور مقدار کی تعین کی بابت مولانا محمد شہاب الدین ندوی لکھتے ہیں:

مہر کے نام سے ملنے والی رقم عورت کی عزت واحترام کا باعث ہے اور اطمینان کا باعث بھی ہوتا ہے۔ شریعت میں میں مہر کی کوئی مخصوص حد متعین کی، اس میں حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ مہر مرد کی مالی اور اقتصادی حالت کو ملحوظ رکھتے

ہوئے دیا جائے، اگر مال دار اور صاحب استطاعت ہے، تو منکوحہ کو زیادہ سے زیادہ ملے اور قرآن مجید میں زیادہ مال دینے کا بھی تذکرہ ہے۔ (27)

یعنی نکاح میں مہر دینا لازم ہے، البتہ اسے لوگوں کے احوال ، حاجت وضرورت کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے اوراس میں عرف کا اعتبار بھی کیا جائے گا، البتہ نکاح کی افادیت اور معاشرتی اہمیت کے پیش نظر کم مہر بھی مقرر کیا جاسکتا ہے اور مہر کی کم مقدار کے تعین میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

احناف کے ہاں مہر کی کم مقدار دس درہم یا اس کے بقدر قیمت ہے۔

"[أَقَلُّ الْمَهْرِ وَأَكْثَرُهُ] الْمَهْرُ أَقَلُّهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ أَوْ مَا قِيمَتُهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ"(28)

(مہر کی کم یا زیادہ مقدار۔ مہر کی کم سے کم مقدار دس دراہم یا دس درہم کے برابر قیمت ہے۔)

البتہ دیگر فقہاء کے نزدیک مہر کی کم مقدار اس سے کم ہے۔امام مالک کے ہاں دینار کا چوتھائی حصہ اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مہر کی کم مقدار کی کوئی حد نہیں ہے۔ایسی کوئی بھی جائز چیز مہر بن سکتی ہے، جس پر فریقین راضی ہو جائیں۔

"وليس لأقل المهر حد يوقف عليه، فكل مَا جاز أن يكون مبيعا جاز أن يكون مهرا، وإن كَانَ درهمًا أو دانقًا إذا تراضى به الزوجان"(29)

(مہر کی کم مقدار کی ایسی کوئی حد نہیں جس پر اتفاق ہو، بلکہ جو چیز مبیع بن سکتی ہے اُسے مہر بنانا بھی درست ہے، اگرچہ وہ ایک درہم ہی کیوں نہ ہو، جس پر زوجین راضی ہو جائیں۔)

اس حوالہ سے مہر فاطمی پر بھی عمل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے، جو کہ ازواج مطاہرات کا بھی مہر تھا، جو کہ ۵۰۰ درہم تھا۔ اس کی مقدار کا تعین وقت اور زمانہ کے اعتبار سے مختلف ہے۔ اسے مہر مسنون کا بھی دیا جاتا ہے۔

مہر کی کم مقدار سے متعلقہ آراء پر فقہاء نے نہایت مفصل کلام کیا ہے، جن کی وضاحت کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

وجوب مہر کی حکمتیں اور فوائد:

اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کے ذریعے انسانیت کو جن احکام پر عمل کی ترغیب دی، وہ فوائد سے خالی نہیں، بلکہ انسانیت کے فوائد اور مصالح پر مبنی ہیں۔ جس پر عمل کر کے اسلام کے اہم رکن پر عمل ممکن ہوتا ہے اور عورتوں کی عزت وتوقیر کا بھی باعث بنتا ہے۔

"فالإسلام قد كرّم المرأة تكريمًا، حين أوجب على الرّجل الرّاغب في زواجها أن يقدّم هو إليها مهرًا، تصلح به شأنها، وتهيء نفسها، وبذلك فتح بابًا لزواج الفقيرات؛ لأنّهنّ يكفيهنّ المهر القليل، فيسهّل على الرجال غير الأغنياء، الزواج بهنّ" (30)

(اسلام نے عورت کو عزت کا درجہ دیا ہے، جب اس نے اس سے شادی کرنے والے مرد کو مہر دینے کا پابند کیا، جس سے وہ اپنے معاملات کو ٹھیک کرے اور خود کو تیار کرے، اور اس طرح غریب عورتوں کی شادی کا دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ وہ کم مہر کے ذریعے اس رشتہ میں بندھنے کے لے تیار ہو جاتی ہیں، اس لیے جو مرد امیر نہیں ہیں ان کے لیے ان سے شادی کرنا آسان ہے۔)

یعنی اس کے ذریعے شادی کی راہیں کھلتی ہیں، غریب عورت اور مرد کے لیے شادی پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ انسانیت میں کسی چیز کہ اہمیت ووقعت کو ثابت کرنے کے ساتھ ، نیز جن مقاصد کو ملحوظ رکھا جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1. مہر سے نکاح کی عظمت اور وقعت میں اضافہ ہوتا ہے۔
2. عورت کے شرف اور قدر و منزلت میں اضافہ کا ذریعہ بنتا ہے۔

3. باہمی تعلقات میں الفت و محبت کا ذریعہ بننے کے ساتھ بے اعتدالی کا خاتمہ کرتا ہے۔
4. مرد عورت کے ساتھ اچھے سے پیش آتا ہے اور اُس کا خیال رکھتے ہوئے حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔
5. عائلی زندگی کو اچھے انداز میں گزارنے کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے، اس وجہ سے مرد عورت کے جملہ حقوق ادا کرنے کا پابند بن جاتا ہے۔
6. مہر کی وجہ سے عقد نکاح مضبوط ہوتا ہے اور دوام بخشنے میں مددگار ہوتا ہے۔

خلاصہ

شریعت اسلامیہ میں عقد نکاح کے وقت بہر صورت مرد نفقہ کے علاوہ عورت کی دل جوئی اور اطمینان قلبی کے لیے مہر دینا لازم ہے، اگر مہر مقرر نہ کیا گیا، تب بھی مہر دینا ضروری ہوگا اور وہ کوئی حلال چیز ہی ہوسکتی ہے۔ مہر کی ادائیگی فی الفور کرنے کی بھی اجازت اور تاخیر سے بھی، نیز مہر کی مقدار کے تعین میں بھی عرف، زوج کے مالی و اقتصادی حالت کو ملحوظ رکھنے کا درس دیا گیا ہے۔ زیادہ مہر بھی مقرر کیا جاسکتا ہے اور اس میں کوئی حد مقرر نہیں اور تمام فقہا اس پر متفق ہیں، البتہ کم مقدار کی بابت فقہائے کرام کی آراء میں فرق پایا جاتا ہے۔ ان تمام کا مقصد عورت کی عزت و تکریم کے ساتھ معاشرہ میں نکاح کے عمل کو آسان و سہل کرنا اور عام کرنا ہے۔ علمائے کی رائے میں مہر کی ادائیگی میں پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ مہر فاطمی [وہ مہر جو حضرت فاطمہؓ کا تھا اور ازواج مطہراتؓ کا بھی تھا] پر عمل کیا جائے۔

مہر سے متعلق تالمود اور اسلامی تعلیمات کو تقابلی جائزہ:

شادی بیاہ سے متعلقہ لازمی امور کی رعایت معاشرہ کے افراد پر لازم ہوتی ہے، جس کی وجہ سے ایک عمدہ خاندان کی بنیاد رکھی جاتی ہے، جو کہ آپسی تعلقات کی وجہ سے سوسائٹی میں اہم اور کلیدی کردار ادا کرتے ہیں اور اُن کی وجہ سے بنیادی نظریات کی حفاظت اور اُس کو اچھے اور اعلیٰ طریقوں تک نئے نسل کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ان اہم امور میں سے ایک معاملہ مہر کا بھی ہے جس کا تعلق عورت سے ہوتا ہے، مرد پر اس کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔

چنانچہ ذیل میں مہر کے قانون سے متعلق تالمود اور اسلامی تعلیمات کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے، جس دونوں سے متعلق تالمود اور اسلامی نظریہ سے آگاہی اور فرق واضح ہوگا۔

مقصدیت کے اعتبار سے تقابل:

تالمود کی رو سے مہر کے ذریعے عورت مقام و مرتبہ اور اہمیت کو ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے، تاکہ مرد کی نظر میں عورت کی وقعت ثابت ہو اور مرد اسے کھلونا نہ سمجھ لے۔

اسلامی تعلیمات کی رو سے مہر کو لازم ہونے کا مقصد حکم ربانی کی تکمیل اور عورت کے حق کی ادائیگی اور نکاح کی درستی کے لیے ضروری ہے، جس میں زیادہ عرف اور مرد کی حالت کا اعتبار کرتے ہوئے کمی بیشی ممکن ہے۔ مہر سے عورت کو فکری اور ذہنی طور سکون مہیا کرنا ہوتا اور اس میں عورت کی دل جوئی بھی مقصود ہوتی ہے۔

قانون کی بنیاد کے اعتبار سے تقابل:

تالمود کی رو سے مہر کی بنیاد زبانی روایات پر ہیں، جنہیں ہیکل ثانی کے بعد مرتب کیا گیا۔ تالمود میں میچنگ اور Mohar کے ذریعے اس کی تفصیل بیان کی گی ہے، جو کہ 200-220 عیسوی کے درمیان مرتب کیا گیا، البتہ اس کے بہت سے احکامات عہد نامہ قدیم میں بھی مذکور ہیں۔

اسلامی تعلیمات میں مہر سے متعلقہ قوانین کی اساس قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ ہیں۔ قرآن حکیم میں مہر کی ادائیگی کا حکم ہے اور سنت رسول ﷺ میں اس کی مزید توضیح ذکر کی گئی ہے، ان نصوص کو بنیاد بنا کر محدثین وفقہاء مہر سے متعلقہ مسائل جدیدہ کی

وضاحت فرمائی۔

مہر کو بجالانے کا وقت میں تقابل:

تالمود کی روسے مہر کی بابت بعض ربیوں کی رائے یہ ہے کہ شادی کے وقت دیا جائے اور بعض کے نزدیک جب مرد بیوی کو طلاق دے تو اُس وقت اس کی ادائیگی ضروری ہے۔

مہر کی ادائیگی شریعت مطہرہ کے مطابق بوقت نکاح بھی ہوسکتی ہے، بعد میں مقررہ وقت تک تاخیر بھی کی جاسکتی ہے، کچھ بوقت نکاح ادا کیا جائے اور کچھ بعد میں۔ یہ ممکن ہے، مہر کی ادائیگی کو تو لازم قرار دیا اور دینے میں معاشرہ، عرف اور میاں بیوی باہمی رضامندی جیسا مقرر کریں، اجازت ہے، یہاں تک ممکن ہے کہ عورت معاف کرنا چاہے تو یہ بھی کرسکتی ہے۔

مہر کے مالک اور مقدار کے تعین کے اعتبار سے تقابل:

تالمود سے قبل عہد نامہ قدیم کے مطابق مہر عورت کی بجائے اُس کا سرپرست رکھتا تھا۔ تالمود کے دور میں سرپرست کو دینے کی بجائے شوہر اپنی بیوی پر خود خرچ کرتا تھا۔ بعض حضرات کی رائے میں مہر دو ہیں، 1: جو ابتداء میں دیا جاتا ہے۔2: جو katubbah میں لکھا جاتا ہے اور شوہر طلاق کے وقت اس کی ادائیگی کرتا ہے اور عورت اس کی مالک ہوتی ہے۔ تالمود کے مطابق کنواری کے لیے مہر 50 zuzim اور بیوہ و مطلقہ کے لیے zuzim100 بیان کیے گے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی روسے مہر فقط عورت کا حق ہے، اُس کو دینے سے مہر ادا ہوگا، وگرنہ نہیں۔ اور مہر کا دینا لازم اور واجب ہے، یہ حق محض ادائیگی یا عورت کے معاف کرنے سے ساقط ہوسکتا ہے۔ اسلامی تعلیم کی روسے مہر کی زیادہ سے زیادہ کوئی حد نہیں، البتہ کم مہر کو مقرر کرنے کی تلقین کی گی ہے، جو کہ بعض کے نزدیک دس درہم اور بعض کے نزدیک جو میاں بیوی کم سے کم مقرر کرلیں، وہ مہر بن جائے گا۔ اس میں بہتر مہر فاطمی ہے، یعنی 500 درہم کے برابر رقم۔ اس میں کنواری، بیوہ اور مطلقہ کا کوئی اعتبار نہیں اور رقم کے علاوہ کوئی چیز بھی بطور مہر دی جاسکتی ہے۔

اگر بنیادی امور کو ملحوظ رکھا جائے تو مہر کے توضیحات زیادہ جامع انداز میں اسلامی تعلیمات میں مذکور ہیں، جس عورت کے حق ثابت کرنے کے علاوہ، مختلف صورتوں کے حکم پر بھی روشنی ڈالی گی ہے اور مہر کے تعین میں فریقین کی رائے کو اہمیت دی گی ہے۔

ذیل میں مہر سے متعلقہ قوانین پر نقشہ کی صورت میں روشنی ڈالی جاتی ہے، جس سے مہر سے متعلقہ قانون کی بابت تالمود ک اور اسلامی تعلیمات کو سمجھنے مدد ملے گی۔

تالمود کی روسے مہر کا تصور

صورت	حکم / عمل کی وجہ	شرائط وضوابط	مقدار	فوائد	عصری صورت حال
مہر	یہودی نظریات پر عمل،	شادی کے وقت دیا جائے یا katubbah میں مذکورہ شرائط کی پاسداری	کنواری کے لیے zuzim 50 اور بیوہ و مطلقہ کے لیے 100 zuzim مقدار میں،	شادی کا رشتہ پائیدار ہو، ہم آہنگی ہو اور عورت کی قدر و منزلت کو ظاہر کرتا ہے اور سماجی و معاشرتی اعتبار سے عظمت میں اضافہ	ان شرائط وضوابط پر عمل اہتمام سے کیا جارہا ہے

			تبدیلی بھی ممکن ہے	ہوتا ہے	

اسلامی تعلیمات کی رو سے مہر کا تصور

صورت	حکم/عمل کی وجہ	شرائط وضوابط	مقدار	فوائد	عصری صورت حال
مہر (مسمّٰی یا مثل)	حکمِ خداوند عورت کا حق، ی، معاشرتی ذمہ داری کو پورا کرنا	ہر حال میں دینا لازم ہے، اس کے بغیر شادی درست تصور نہیں کی جائے گی، فریقین میں جو مہر مقرر ہو جائے وہ دینا ضروری ہے، چاہے شادی کے وقت دیں یا تاخیر سے	زیادہ مقدار کی کوئی حد نہیں، کم مقدار میں مختلف آراء ہیں، اس عرف اور فریقین کی حالت کا اعتبار کرے ہوئے جس پر دونوں راضی ہو جائیں	شادی کا رشتہ پائیدار ہو، ہم آہنگی ہو اور عورت کی قدر و منزلت کو ظاہر کرتا ہے اور سماجی و معاشرتی اعتبار سے عظمت میں اضافہ ہوتا ہے	ان شرائط وضوابط پر عمل میں اہتمام سے کیا جارہا ہے۔

References

(1)Talmud, Ketubot: 66a
(2)Talmud, Ketubot: 104a
(3)Talmud, Ketubot: 104a
(4)Jackson, B. "How Jewish is Jewish family law?." Journal of Jewish studies 55 (2004): 201-229.
(5)Anderson, S., 2007. The economics of dowry and brideprice. Journal of economic perspectives, 21(4), pp.151-174.
(6)Talmud, Kiddushin: 4b
(7)Talmud, Ketubot: 4:4
(8)Langer, Ruth. "The Birkat Betulim: A Study of the Jewish Celebration of Bridal Virginity." In Proceedings of the American Academy for Jewish Research, vol. 61, pp. 53-94. American Academy for Jewish Research, 1995.
(9)Instone-Brewer, David. "1 Corinthians 7 in the Light of the Jewish Greek and Aramaic Marriage and Divorce Papyri." Tyndale Bulletin 52, no. 2 (2001): 225-244.
(10) ابن سیدہ، علی بن اسماعیل، المحکم والمحیط الاعظم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2000ء، (316/4)

([11]) ابوهلال العسكرى، الحسن بن عبدالله، معجم الفروق اللغوية، مؤسسة النشر الاسلامى، قم،1412ھ، ص:310

([12])سراج الدين ابن نجيم، عمرين ابراہيم،النهر الفائق شرح كنز الدقائق، دارالكتب العلمية، بيروت، 2002ء،(229/2)

([13]) الجزيرى، عبدالرحمن بن محمد، الفقہ على المذاهب الاربعة، دارالكتب العلمية، بيروت، 2003ء،(89/4)

([14]) النساء: 04

([15]) الاحزاب: 50

([16]) الزحيلى، الفقہ الاسلامى وادلتہ ، (6758/9)

([17]) عبدالرزاق، عبدالرزاق بن همام، المصنف، المجلس العلمى، الهند، 1403ھ، (228/6)، رقم الحديث:10613؛ البخارى، صحيح البخارى، رقم الحديث: 5151

([18])ابوداؤد، سليمان بن الاشعث، سنن ابى داؤد، المكتبة العصريہ، بيروت، ن م، (235/2)، رقم الحديث:2109

([19])الشوكانى، محمدبن على، الدرارى المضية شرح الدرر البهية، دارالكتب العلمية، بيروت، 1987ء،(214/2)

([20])السعدى، عبدالرحمن بن ناصر، منهج السالكين وتوضيح الفقہ فى الدين، دارالوطن، ن م، 2002ء،ص:204

([21]) الزحيلى، الفقہ الاسلامى وادلتہ ، (6758/9)

([22]) الرحيبانى، مصطفى بن سعد، مطالب اولى النهى فى شرح غاية المنتهى، المكتب الاسلامى، ن م، 1994ء،(173/5)

([23])السرخسى، محمدبن احمد، المبسوط دارالمعرفة، بيروت، 1993ء،(62/5)؛الكاسانى، ابوبكربن مسعود، بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، دار الكتب العلمية، بيروت، 1986ھ، (274/2)

([24])البابرتى، محمدبن محمد، العناية شرح الهداية، دارالفكر، بيروت، ن م، (370/3)؛ الموسوعة الفقهية الكويتية، (166/39)

([25]) النساء: 20

([26])الماوردى، على بن محمد، الحاوى الكبير ،دارالكتب العلمية، بيروت، 1999ء،(396/9)

([27])ندوی، شہاب الدین، مولانا، نکاح کتنا آسان اورکتنا مشکل، دارالاشاعت، کراچی، 2010ء، ص:30

([28]) ابن مودود الموصلى، عبدالله بن محمود، الاختيار لتعليل المختار، مطبعة الحلبى، القاهرة، 1356ھ،(101/3)

([29])ابن المنذر، محمدبن ابراہيم، الاقناع، ن م، 1408ھ،(300/1)

([30]) البسام، توضيح الاحكام ،(404/5)